بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاتحہ

الحمد للہ الذی انزل الینا کتاباً فیہ ھدًی و شفاء للناس، و یسرہ لنا لنذکربہ، وارسل الینا عبدہ و رسولہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ بالھدی ودین الحق یتلوا علینا ایاتہ ویزکینا ویعلمنا الکتب والحکمۃ، ویخرجنا من الظلمٰت الی النور۔

یہ رسالہ اپنی زندگی کے چھ مہینے پورے کرنے کے بعد آج ایک دوسرے مرحلے میں قدم رکھ رہا ہے جو پہلے مرحلے سے زیادہ کٹھن اور دشوار ہے۔ کٹھن اور دشوار صرف اسی معنی میں نہیں کہ اس کے پیش نظر پہلے سے زیادہ مشکل کام ہے۔ بلکہ اس معنی میں بھی کہ جن ہاتھوں میں وہ منتقل ہو رہا ہے وہ پہلے کام کرنے والے ہاتھوں سے زیادہ کمزور ہیں۔ ابتک اس رسالہ کی تحریر و ترتیب ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں تھی جس نے برسوں سے اپنی زندگی کو قرآن اور صرف قرآن کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا ہے، جس کے لئے قرآن کے ذکر اور قرآن کی تعلیم و تبلیغ کے سوا دنیا کی کسی چیز میں دلچسپی نہیں ہے، جس نے قرآن کے کام کو اوڑھنا اور بچھونا بنا لیا ہے اور قرآن کی طرف دعوت دینے میں جس کا انہماک اس قدر بڑھا ہوا ہے کہ دنیا کے ہر انہماک کو اس پر رشک آتا ہے ایسے شخص کے لیے سب سے بڑی قوت اس کا خلوص، اس کی تن دہی اور اس کا ایثار ہے جو ہر مشکل سے مشکل امر میں کامیابی کے لئے ضامن ہوتا ہے۔ مگر اب یہ کام اس شخص کے سپرد کیا جا رہا ہے۔ جو انکسار کے طور پر نہیں اعتراف حقیقت کے طور پر اپنی کمزوری اپنی بیچارگی، اپنی بے مائگی کو تسلیم کرتا ہے۔ اور ہر شخص سے زیادہ خود اپنے عجز و درماندگی سے واقف ہے۔

ایک طرف یہ ضعف وناتوانی ہے۔ دوسری طرف پیش نظر کام یہ ہے کہ اسلام کو اس اصلی روشنی میں پیش کیا جائے جس میں قرآن حکیم نے اس کو پیش کیا ہے۔ اور قرآن حکیم کی تعلیمات اور اس کے حقایق و معارف کو اس طریق سے بیان کیا جائے جس طریقہ سے سلف صالح نے ان کو بیان کیا ہے کہنے کو یہ کام بہت آسان ہے۔ صرف دو جملوں میں اس کا ماحصل ادا کر دیا جاسکتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مشکوٰۃ نبوت سے بعد علم صحیح کی کمی، سلامت قلب وسداد نظر کے فقدان، یونانی تفلسف، عجمی موشگافی، مغربی تشکیک، اور سب سے بڑھ کر خود پرستی، عقلیت کے گھمنڈ اور ہوائے نفس کے اتباع نے ہمارے اور معارف قرآنی کے درمیان ایسے پردے ڈال دئیے ہیں کہ جو قرآن آسان کیا گیا تھا وہ اب سب سے زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ جو نہ صرف روشن بلکہ روشن گر، نہ صرف نور بلکہ منیر تھا وہ اب خود اپنی اصلی شکل میں نظر نہیں آتا کجا کہ ہم کو سیدھا راستہ دکھائے، جو آنکھوں کو دیکھنے، کانوں کو سننے، دلوں کو سمجھنے کی دعوت دینے آیا تھا وہ اب خود نہ دکھائی دیتا ہے، نہ کانوں میں اترتا ہے، اور نہ دلوں تک پہنچتا ہے۔ قریب قریب ایک ہزار برس سے اس سراج منیر، اس نور مبین، اس شمع ہدایت پر اسرائیلیات، یونانیات، عجمیات، اور فرنگیات کے تو بر تو پردے ڈالے جا رہے ہیں جن کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کے الفاظ میں چاہے تحریف نہ ہوئی ہو، مگر معانی کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں، حقائق چھپ گئے ہیں، تعلیمات مستور ہو گئی ہیں، اور ان فوائد کا حصول کم اور کم تر ہوتا چلا جا رہا ہے جن کے لئے یہ کتاب نازل کی گئی تھی فلسفیوں کے نظریات، منطقیوں کے اصول، طبیعیوں کے قواعد، فلکیوں کی تشریحات، مورخوں کے بیانات، قصہ خوانوں کے قصے، غرض ہر وہ چیز جس کو قرآن اس کی تعلیم اور اس کی ہدایت سے دور کا واسطہ بھی نہیں، قرآن کی تفسیر و تاویل میں دخل پا گئی ہے۔ اور اس کے برعکس رسول اللہ کی سنت اور اصحاب و اہل بیت رسول کے اقوال و آثار اور مشکوٰۃ نبوت سے قریب ترین اکتساب کرنے والوں کے بیانات کو جن پر فہم قرآن منحصر ہے اس سے خارج یا قریب قریب بے تعلق کر دیا گیا ہے۔

ان حالات میں قرآن مجید کو اس کی اصلی صورت میں پیش کرنا اس کے حقائق و معارف کو اس سیدھے اور صاف طریقے سے سمجھنا اور سمجھانا جس سے قرآن اول کے سچے مسلمان سمجھتے اور سمجھاتے تھے، ایک بڑا مشکل کام ہے۔ اور اس مشکل کام کے لئے اس رسوخ علم، سلامت قلب، اور طہارت نفس و روح کی ضرورت ہے۔ جس کی قلت میں اپنے اندر محسوس کرتا ہوں، قرآن مجید کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لئے سب سے پہلی ضرورت پاکیزگی کی ہے کہ قرآن ھدی للمتقین ہے۔ جس طرح قرآن کے اوراق کو چھونے کے لئے جسم کی پاکیزگی ضروری ہے اسی طرح اس کے معانی، اس کے معارف، اس کی روح تک رسائی حاصل کرنے کے لئے نفس و روح کی پاکیزگی بھی لازم ہے جس کا دوسرا نام تقویٰ ہے۔ اس کے بغیر انسان بجائے ہدایت پانے کے الٹا گمراہ ہو جاتا ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهٖ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (۲:۳)

خدا اس قرآن سے بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔ اور بہتوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور گمراہ جن کو کرتا ہے وہ دراصل فاسق ہوتے ہیں۔

اس کے ساتھ رسوخ علم بھی ضروری ہے۔ جو متشابہات کو بھی محکمات کے درجہ پر کر دیتا ہے۔ اور جس کے بغیر انسان اتنا کج نظر و کج فہم ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے لئے محکمات بھی متشابہات ہو جاتی ہیں۔

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۳:۱)

قرآن میں سے بعض آیتیں صاف صریح ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں۔ اور بعض کے معانی مشتبہ ہیں۔ تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ قرآن کے مشتبہ اور مبہم حصوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ اس سے فتنہ برپا کریں اور من مانی تاویلیں کیا کریں۔ اور جو علم میں رسوخ اور پختگی رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن پر ایمان لے آئے اس میں جو کچھ ہے ہمارے رب کی طرف سے ہے اور حق یہ ہے کہ جو عقل رکھتے ہیں نصیحت انہی پر کارگر ہوتی ہے۔

پس سلامتی کی راہ تو درحقیقت اس میں تھی کہ جو شخص رسوخ علم اور طہارت قلب کا مالک نہیں ہو۔ وہ "ترجمان القرآن" کی تحریر و ترتیب کا کام اپنے ہاتھ میں نہ لیتا مگر کام کی دشواری اور اپنی کمزوری کو جاننے کے باوجود محض خدمت کے جذبہ نے مجھ کو اس دعوت کے قبول کرنے پر مجبور کر دیا جو مجھے اس کام کی جانب دیگئی تھی۔ اور اس بھروسہ نے میری ہمت بڑھائی کہ جس خدا نے میرے دل میں یہ جذبہ پیدا کیا ہو وہی رسوخ علم، صحت فکر، سلامت قلب، اور طہارت نفس و روح بھی ارزانی فرمائیگا۔

"ترجمان القرآن" کے مقاصد میں سے ایک اہم اور ضروری مقصد یہ بھی ہو۔ کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو قرآن کے سمجھنے میں مدد دیجائے اس مقصد کے ذیل میں یہ بھی آجاتا ہو۔ کہ ان شکوک وشبہات کو حل کیا جائے جو قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں اس کے لئے "ترجمان القرآن" میں ایک مستقل باب رہیگا جس میں ہر شخص کو اپنی مشکلات اور اپنے شبہات پیش کرنیکا حق ہوگا۔ اور حتی الامکان ان کو حل کرنے کی کوشش کی جائیگی "حتی الامکان" میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی بڑا فاضل ہو۔ یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ ہر مشکل کو حل اور ہر شبہ کو رفع کر دینے پر قادر ہو۔ ایک شخص زیادہ سے زیادہ یہی کرسکتا ہو کہ اپنے علم و فہم کے مطابق لوگوں کے شبہات کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ باقی رہا ان شبہات کو بالفعل دور کر دینا اور ہر شخص کو کلیۃً مطمئن کر دینا تو یہ کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں اس کا مدعی بھی نہیں ہوں کہ مجھ سے غلطی نہیں ہوسکتی ممکن ہو کہ کسی مسئلہ کے سمجھنے اور بیان کرنے میں خود میں غلطی پر ہوں ایسے مواقع پر میں امید کرتا ہوں کہ میری کسی غلطی کو قصد و اختیار پر محمول نہ کیا جائیگا۔ بلکہ ناواقفیت اور قلت فہم کا نتیجہ سمجھا جائیگا۔ اور اہل علم حضرات میری اصلاح کی کوشش فرمائینگے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی شخص مجھے غلطی پر اصرار کرنے والا ہرگز نہ پائیگا۔

ایک بات مجھے "ترجمان القرآن" کے ناظرین سے بھی عرض کرنی ہے۔ اس رسالہ کے اجراء کا مقصد جلبِ زر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے رسائل نہایت محدود طبقوں میں مقبول ہوتے ہیں۔ اس لئے جو شخص ایسا کوئی رسالہ نکالتا ہے وہ پہلے ہی یہ سمجھ لیتا ہے کہ مالی منفعت کا حصول تو درکنار نقصان سے بچنا بھی مشکل ہے۔ لیکن یہ رسالہ جس دعوت کو پیش کر رہا ہے اس کی کامیابی اس پر منحصر ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اس کا پیغام پہنچے، اور زیادہ سے زیادہ آدمی اس کی تعلیم سے مستفید ہوں۔ لہٰذا اس رسالہ کے ہر ناظر کو صرف ناظر قاری ہی نہ ہونا چاہئے، بلکہ مبلغ اور داعی بھی ہونا چاہئے اور اپنے اپنے حلقہ میں اس کی اشاعت کی کوشش کرنی چاہئے۔ میرا کام رسالہ کو مفید اور مفید تر بنانا ہے۔ اور ناظرین کا کام اس کے حلقۂ اشاعت کو وسیع اور وسیع تر کرنا۔